سوال

(885) قنوتِ وِتر میں ہاتھ اٹھانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا وِتروں کی دعا قنوت میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قنوتِ وِتر میں ہاتھ اٹھانا بعض سلف صالحین سے ثابت ہے۔ امام محمد بن نصر مروزی نے اپنی تصنیف ''قیام اللیل'' میں باقاعدہ عنوان قائم کیا ہے : ''بَابُ رَفع الاَیدِی فِی القُنُوت'' پھر اس کے تحت آثار واقوال نقل کیے ہیں، جو ''رفع الاَیدی'' (ہاتھ اٹھانے) پر نص ہیں اور صاحب ''المرعاۃ'' فرماتے ہیں، ان آثار پر عمل کرتے ہوئے ''قنوتِ وِتر'' میں ہاتھ اٹھانا جائز ہیں۔ جس طرح کہ وِتروں کے ما سوا ''قنوت نازلہ'' میں ہاتھ اٹھانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ۔ ہمارے شیخ الشیوخ حسین بن محسن انصاری ''مجموعہ فتاویٰ'' (ص : ۱۶۰) میں رقمطراز ہیں۔

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ''قنوت'' میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔ پس ''قنوتِ وِتر'' بھی اس کی مثل ہے۔ دونوں قنوتوں میں کوئی فرق نہیں اس لیے کہ دونوں دعا ہیں۔ ''

اسی بناء پر قاضی ابو یوسف نے کہا ہے، کہ نمازی اپنے دونوں ہاتھوں کو قنوتِ وِتر میں سینے تک اٹھائے اور ہتھیلیاں آسمان کی طرف کرے۔ طحاوی اور کرخی ; نے اسی مسلک کو پسند کیا ہے۔ شامی نے کہا ہے، کہ ظاہر یہ ہے، کہ اس روایت کی بناء پر ہمہ تن پوری دعا میں ہاتھ اٹھائے رکھے۔ انتہی۔

حاصل اس کا یہ ہے، کہ ''قنوتِ وِتر'' میں ''رفع یدین'' حضرت ابن مسعود، حضرت عمر، حضرت انس، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے فعل سے ثابت ہے۔ جس طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''التلخیص'' میں ذکر کیا ہے۔ ان لوگوں کی اقتداء ہمیں کافی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وِتر کے علاوہ ثابت ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح، ۲/۲۱۹)

واضح ہو کہ حنفی ائمہ قاضی ابو یوسف، طحاوی، کرخی وغیرہ کی مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا، کہ وِتر کی دعا 'قنوت'' میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔ اس لیے حنفیوں کو اس سے انکار کی چنداں گنجائش نہیں۔ مزید آنکہ اس کا اثبات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی وارد ہے، جن پر حنفی فقہ کی بنیاد ہے۔ گویا کہ اس کا انکار حنفی فقہ کے اصل کی نفی کرنا ہے۔

پھر یہی بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ جن کے متعلق حنفیہ بڑے شدّومد سے مسئلہ ''بیس تراویح'' میں (بفرضِ صحت) فعل عمر رضی اللہ عنہ کو حجت تسلیم کرتے ہوئے تائید میں حدیث '

(عليكم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ ' سنن ابن ماجه، بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهدِيِّينَ، رقم: ۴۲) پیش کیا کرتے ہیں۔ مقامِ غور ہے، کہ اس قاعدے کا انطباق توزیرِ بحث مسئلہ پر بھی ہوتا ہے۔ پھر اس سے انکار کیوں؟ امید ہے جذبات کی رَو سے بالاتر ہو کر حنفیہ موضوعِ بحث مسئلہ پر غور فرمائیں گے۔

جہاں تک اصل مسئلہ کا تعلق ہے، سو اس بارے عرض ہے، کہ مذکورہ آثار کی بناء پر اگر کوئی شخص وِتر کی دعا قنوت میں ہاتھ اٹھالے تو جائز ہے اور اگر کوئی نہ اٹھائے، تو اس پر بھی نکیر نہیں۔

مسئلہ ہذا میں دونوں پہلوؤں پر عمل کرنا درست ہے۔ جسے کوئی چاہے اختیار کرے، اگرچہ جانبِ رجحان عدمِ رفع ہے۔ (وا اعلم بالصواب وعلمہ أتم)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی]

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :746

محدث فتویٰ